سوال

(229) مسجد کا مال ضرورت کے لیے دوسری جگہ استعمال کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسجد کی عمارت گر جائے تو کیا اس مسجد کا سامان اور زمین کسی دوسری جگہ ضرورت کے لیے استعمال ہوسکتی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسجد وقف کی قسم سے ہے اور وقف عقد لازم ہے یہ فسخ نہیں ہوسکتی۔ حدیث میں ہے: «لایباع اصلها ولایوهب ولایورث» یعنی وقف نہ فروخت ہوسکتی ہے نہ ہبہ کی جاسکتی ہے اور نہ وراثت میں لی جاسکتی ہے۔ اس بناء پر مسجد کی عمارت خواہ بالکل خراب ہوجائے وہ چٹیل میدان وقف ہی رہے گا۔ لیکن اب دیکھنا چاہیے کہ اس سے فائدہ اٹھانے کی صورت کیا ہے۔ اگر مسجد کی صورت میں اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے تو یہ اوّل نمبر ہے۔ اگر وہاں مسجد بننے کی کوئی صورت نہیں مثلاً وہ کسی وجہ سے مسجد کے قابل نہیں رہی یا اس کو بنانے کے لیے پسوں کا انتظام ہونا مشکل ہے اور نماز کے لیے دوسری مسجد موجود ہے یا کوئی اور وجہ ہے تو اس مسجد کو کسی اور وقف میں تبدیل کردیا جائے جس سے دوسری مسجد کو فائدہ پہنچے مثلاً یہ جگہ کرایہ پر یا ٹھیکہ پر دے دی جائے یا اس میں کھیتی کی جائے یا کوئی شخص اپنے پسوں سے یہاں دکان یا مکان بنائے اور اس کے کرایہ سے اپنا قرض پورا کرکے اس کو چھوڑ دے یا کرایہ ادا کرتا رہے۔

اگر وقف رہنے کی صورت میں دوسری مسجد کو فائدہ نہیں تو پھر فروخت کرکے اس کی قیمت دوسری مسجد پر خرچ کردی جائے۔ اگر دوسری مسجد پر ضرورت نہ ہو تو درس وتدریس یا کسی اور نیک مصرف میں لگا دی جائے بہر صورت جو شے خدا کی ہوچکی حتی الوسع کسی نہ کسی طرح اس کو اسی راہ میں صرف کرنا چاہیے۔ ضائع نہ ہونے دے۔ اگر کوئی اور صورت نہ ہو تو قبرستان ہی سہی کیونکہ یہ بھی مسلمانوں کے عام فائدہ کی شے ہے ہاں اگر معاملہ طاقت سے باہر ہوجائے تو جدھر جاتی ہے جانے دے۔

«منتقیٰ باب ما یصنع بفاضل مال الکعبة» میں ہے:

«عن عائشة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لولا ان قومک حدیثو عهد بجاهلیة او قال بکفر لانفقت کنز الکعبة فی سبیل اللہ ولجعلت بابها بالارض ولادخلت فیها من الحجر» (رواہ مسلم)

''یعنی عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے اگر تیری قوم جاہلیت کے ساتھ نئے زمانے والی نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کا خزانہ نکال کر فی سبیل اللہ تقسیم کردیتا اور بیت اللہ کا دروازہ زمین کے ساتھ ملا دیتا اور حجر کا کچھ حصہ بیت اللہ میں داخل کردیتا۔''

بیت اللہ کے خزانہ سے مراد وہ مال جو لوگ بیت اللہ کی خاطر نذر دیا کرتے تھے جیسے مساجد میں لوگ دیتے ہیں۔ یہ خزانہ بیت اللہ میں اسی طرح دفن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ یہ بیت اللہ کی حاجت سے زائد بے کار ہے تو خیال ہوا کہ اس کو فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا جائے لیکن کفار چونکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ خطرہ تھا کہ کہیں وہ بدظن نہ ہوجائیں اس لیے چھوڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب وقف کی حالت ایسی ہوجائے کہ ضائع جاتی نظر آئے تو اس کی کوئی ایسی صورت بنانی چاہیے جس سے وہ ضائع نہ ہو۔

کشف القناع عن متن الاقناع جلد 2 صفحہ 471 میں ہے:

«واحتج الامام بان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد حول المسجد الجامع من التمارین ای بالکوفۃ۔»

''یعنی امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے تبدیل وقف پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے جامع مسجد کھجوروں کے تاجروں سے بدل دی یعنی بدل کر کوفہ میں دوسری جگہ لے گئے۔''

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ شارع عام تنگ ہو گیا تو انہوں نے مسجد کا کچھ حصہ راستہ میں ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ جلد 3 صفحہ 288 غرض اس قسم کے تصرفات اوقاف اور خیرات میں درست ہیں جن سے وہ ضائع نہ ہو بلکہ بڑھے یا محفوظ ہوجائے بلکہ حنفیہ کا بھی آخری فتویٰ اس پر ہے چنانچہ ردّ المختار جلد 3 صفحہ 407 میں اس کی تصریح کی ہے اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر وقف بیکار ہوجائے تو اس کے اصل مالک یا وارثوں کے ملک میں ہوجائے گی۔ خلاصہ یہ کہ وقف کی غرض پر مدار ہے حتی الوسع اس کو ضائع نہ ہونے دے ورنہ حوالہ خدا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

مساجد کا بیان، ج1ص322

محدث فتویٰ